کتاب الطہارت

پانی کا بیان

کنوئیں میں بلی گر کر مر گئی اس کے پھولنے سے پانی بدبودار ہو گیا کا حکم

سوال :۔ مسجد کے کنوئیں میں بلی گر گئی تھی جو کسی کو معلوم نہیں تھی، لوگ غسل اور وضوء کرتے رہے۔ حتیٰ کہ کنوئیں میں سے بدبو سخت پھیل گئی۔ لیکن کسی کو خبر نہ ہوئی کہ کہاں سے بدبو آتی ہے۔ یہاں تک کہ کسی شخص غسل کرنے والے نے کہا کہ پانی سے بدبو آتی ہے۔ تو کنوئیں میں دیکھ بھال کی گئی، اس میں بلی مُردہ پھولی ہوئی دکھلائی دی۔ یعنی دیر تک پانی میں رہنے کی وجہ سے سڑ گئی تھی۔ اب کنواں پاک کرایا گیا۔ مگر پانی سے اب بھی بڑی سخت بدبو آتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس بدبودار پانی سے غسل اور وضو کر کے جو نمازیں پڑھی ہیں ان کا کیا حکم ہے کیا پھر پڑھی جائیں؟ گذشتہ غسل اور جو کپڑے دھوئے جائیں ان کا کیا حکم ہے؟ از مولوی محمد الدین عکھا نوالہ چک ۲۲۶ خریداری نمبر ۱۴۴۴

جواب :۔ کنوئیں کے پاک کرنے کی صورت یہ ہے کہ اس کا پانی اتنا نکالا جائے کہ بدبو دور ہو جائے حدیث میں ہے۔ کہ پانی کا رنگ، بو، مزہ نجاست پڑنے کی وجہ سے بدل جائے تو پانی پلید ہو جاتا ہے خواہ قلتین (دو مشکوں) سے کم ہو یا زیادہ۔ اگر قلتین سے کم ہو تو پھر ہر صورت میں نجس ہو جاتا ہے۔ خواہ رنگ، بو، مزہ بدلے یا نہ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کنوئیں کا پانی جب اس قدر نکالا جائے کہ بدبو نہ رہے تو پاک ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ قلتین سے زیادہ ہے نمازوں اور غسل کا حکم بھی اسی سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جب سے بدبو پیدا ہوئی ہے اس وقت سے پانی پلید ہے۔ اندازاً اتنی نمازیں پڑھی جائیں۔ عموماً پانی میں مرا ہوا جانور تیسرے دن پھول جاتا ہے۔ اور پھولنے کے وقت سے بدبو پیدا ہونی شروع ہوتی ہے۔ اس بناء پر کم از کم ایک دن کی نمازیں ضرور دُہرائی جائیں۔ اور غسل وغیرہ بھی لوٹا لیا جائے۔ اگر دو دن کی نمازیں، غسل وغیرہ دہرائی جائیں تو اور بہتر ہے۔

عبد اللہ امرتسری مدیر تنظیم روپڑ ضلع انبالہ ۹ جنوری ۱۹۳۰ء

اگر کنوئیں میں کوئی شخص گر کر مر جائے تو کنوئیں کی طہارت کا حکم

سوال:- معروض آنکہ ہمارے ہاں ایک کنوئیں میں (جس کا پانی تقریباً آٹھ فٹ گہرا ہے) ایک لڑکی (نو دس سال کی) گر کر مر گئی اور تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد نکالی گئی۔ اب سوال یہ ہے کہ کنوئیں مذکور کا پانی پاک ہے یا پلید؟ سائل از آزاد کشمیر

جواب:- مذکورہ بالا کنوئیں کا پانی بالکل پاک ہے۔ اس میں لڑکی کے مرنے سے اس کا پانی پلید نہیں ہوا۔ کیونکہ خصوصاً مسلمان جس طرح زندہ پاک ہے۔ اسی طرح مردہ بھی پاک ہے۔ چنانچہ محدثین نے اس پر باب منعقد کئے ہیں کہ مسلمان پلید نہیں ہوتا۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے:-

باب عرق الجنب وان المسلم لا ینجس۔

(یعنی یہ باب جنبی کے پسینہ کا حکم بیان کرنے اور یہ بات بیان کرنے کا ہے کہ مسلمان پلید نہیں ہوتا) پھر اس میں مندرجہ ذیل حدیث لائے ہیں:-

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقِیَهٗ فِیْ بَعْضِ طَرِیْقِ الْمَدِیْنَةِ وَهُوَ جُنُبٌ فَانْخَنَسْتُ مِنْهُ فَذَهَبَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ اَیْنَ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ قَالَ کُنْتُ جُنُبًا فَکَرِهْتُ اَنْ اُجَالِسَکَ وَاَنَا عَلٰی غَیْرِ طَهَارَةٍ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ اِنَّ الْمُسْلِمَ لَا یَنْجُسُ (بخاری مع فتح الباری صـ۳۱ـ ج ۱)

یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جنبی تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے رستہ میں ملے، میں چپکے سے نکل گیا اور غسل کر کے آیا، آپ نے فرمایا، ابو ہریرہؓ کہاں گیا تھا؟ میں نے عرض کیا "یا حضرت! میں جنبی تھا پس میں نے پلیدی کی حالت میں آپ سے ہم مجلس ہونا مکروہ جانا"۔ آپ نے فرمایا! "سبحان اللہ! مسلمان تو پلید نہیں ہوتا"۔

امام بخاریؒ نے ایک باب یوں منعقد کیا ہے:-

باب غسل المیت ووضوئہ بالماء والسدر۔

یعنی یہ باب ہے میت کے وضوء اور غسل دینے کا ساتھ پانی اور بیری کے پتوں کے۔ اور اس میں لکھتے ہیں:-

وَحَنَّطَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اِبْنًا لِسَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ وَحَمَلَهُ وَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَلْمُسْلِمُ لَا يَنْجُسُ حَيًّا وَلَا مَيِّتًا وَقَالَ سَعْدٌ لَوْ كَانَ نَجِسًا مَا مَسِسْتُهُ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُؤْمِنُ لَا يَنْجُسُ۔ (بخاری مع فتح الباری ص۹۰ ج ۳)

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے سعید بن زید کے بیٹے کو (جو فوت ہو گیا تھا) خوشبو لگائی اور اس کا جنازہ اُٹھایا اور نماز پڑھی اور وضو نہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مسلمان زندہ اور مُردہ کسی حال میں پلید نہیں ہوتا اور سعد بن ابی وقاص رضؓ نے فرمایا (کہ اگر میت پلید ہوتی تو) میں اس کو ہاتھ بھی نہ لگاتا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن پلید نہیں ہوتا۔

یہ باب کا ترجمہ ہے اس کی تشریح بہت کچھ فتح الباری میں موجود ہے، میں کہاں تک لکھوں جو زیادہ تفصیل چاہے وہ فتح الباری ملاحظہ فرمائے۔

مختصر یہ کہ مومن، موت آنے سے پلید نہیں ہوتا جیسا کہ ابن عمرؓ ابن عباسؓ، سعد بن ابی وقاصؓ کے قول وفعل اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے ثابت ہے۔

بخاری کے بعد صحیح مسلم کو ملاحظہ فرمائیے۔ فرماتے ہیں:۔

بَابُ الدَّلِيْلِ عَلٰى اَنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ (مسلم ص۱۶۱ ج ۱)

یعنی اس باب میں اس بات کے دلائل ہیں کہ مسلمان پلید نہیں ہوتا۔

پھر اس میں دو حدیثیں لاتے ہیں۔ ایک ابو ہریرہؓ کی جو بخاری شریف کے حوالہ سے اُوپر گذر چکی ہے، دوسری حذیفہؓ کی حدیث:۔

عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَهُ وَهُوَ جُنُبٌ فَحَادَ عَنْهُ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ كُنْتُ جُنُبًا قَالَ اِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ،

یعنی حذیفہ رضؓ آپ کو جنابت کی حالت میں ملے، پس تنہا ہوئے اور غسل کیا، پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں تشریف لائے اور عرض کیا کہ میں جنبی تھا۔ آپ نے فرمایا مسلمان پلید نہیں ہوتا۔ (مسلم ص۱۶۲ ج ۱)

منتقٰی میں بھی باب ایسا ہی باندھا ہے، فرماتے ہیں:۔

بَابٌ فِی اَنَّ الْآدَمِیَّ الْمُسْلِمَ لَا یَنْجُسُ بِالْمَوْتِ وَلَا شَعْرُہٗ وَاَجْزَاءُہٗ بِالْاِنْفِصَالِ۔
یعنی یہ باب اس مسئلہ میں ہے کہ آدمی مُسلمان موت سے پلید نہیں ہوتا اور اس کے بال اور اعضا بھی جسم سے علیحدہ ہوتے پر پلید نہیں ہوتے۔

پھر فرماتے ہیں :۔

قَدْ اَسْلَفْنَا قَوْلَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُ لَا یَنْجُسُ وَھُوَ عَامٌ فِی الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ قَالَ الْبُخَارِیُّ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْمُسْلِمُ لَا یَنْجُسُ حَیًّا وَّلَا مَیِّتًا (منتقی مع نیل ص ۲۱)

یعنی حدیث المسلم لا ینجس (جو پہلے ذکر ہو چکی ہے) وہ عام ہے زندہ اور مُردہ کو شامل ہے۔ یعنی مُسلمان زندہ اور مُردہ پاک ہے۔ چنانچہ ابن عباسؓ نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے۔ کہ مُسلمان زندہ اور مُردہ پلید نہیں ہوتا۔

امام نوویؒ صحیح مسلم کی شرح میں لکھتے ہیں :۔

ھٰذَا الْحَدِیْثُ اَصْلٌ عَظِیْمٌ فِیْ طَھَارَۃِ الْمُسْلِمِ حَیًّا وَّمَیِّتًا اَلْحَیُّ فَطَاھِرٌ بِاِجْمَاعِ الْمُسْلِمِیْنَ حَتَّی الْجَنِیْنُ اِذَا اَلْقَتْہُ اُمُّہٗ وَعَلَیْہِ رُطُوْبَۃُ فَرْجِھَا قَالَ بَعْضُ اَصْحَابِنَا ھُوَ طَاھِرٌ بِاِجْمَاعِ الْمُسْلِمِیْنَ وَلَا یَجِیْءُ فِیْہِ الْخِلَافُ الْمَعْرُوْفُ فِیْ نَجَاسَۃِ رُطُوْبَۃِ فَرْجِ الْمَرْاَۃِ وَلَا الْخِلَافُ الْمَذْکُوْرُ فِیْ کُتُبِ اَصْحَابِنَا فِیْ نَجَاسَۃِ ظَاھِرِ بَیْضِ الدَّجَاجِ وَنَحْوِہٖ فَاِنَّ فِیْہِ وَجْھَیْنِ بِنَاءً عَلٰی رُطُوْبَۃِ الْفَرْجِ ھٰذَا حُکْمُ الْمُسْلِمِ الْحَیِّ وَاَمَّا الْمَیِّتُ فَفِیْہِ خِلَافُ الْعُلَمَاءِ وَلِلشَّافِعِیِّ فِیْہِ قَوْلَانِ اَلصَّحِیْحُ مِنْھُمَا اَنَّہٗ طَاھِرٌ وَلِھٰذَا اُغْسِلَ وَلِقَوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُسْلِمَ لَا یَنْجُسُ وَذَکَرَ الْبُخَارِیُّ فِیْ صَحِیْحِہٖ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ تَعْلِیْقًا اَلْمُسْلِمُ لَا یَنْجُسُ حَیًّا وَّلَا مَیِّتًا ...... الخ

یعنی یہ حدیث جو ابوہریرہ رضؓ اور حذیفہ رضی اللہ عنہما سے اُوپر مذکور ہو چکی ہے، مسلمان زندہ اور مُردہ کے پاک ہونے کی اصل دلیل ہے۔ پس مُسلمان زندہ کا پاک ہونا تو اجماعِ مسلمین سے ثابت ہے حتیٰ کہ بچہ جب کہ اس کو ماں ڈال دے اور اس پر فرج کی رطوبت لگی ہو، وہ بھی بقول ہمارے بعض اصحاب کے ساتھ اجماع مسلمین کے پاک ہے۔ اور وہ اختلاف جو فرج کی رطُوبت

کے متعلق اور انڈا مرغی کے ظاہر ہونے کے متعلق ہے، اس میں نہیں آتا۔ یہ حکم تو زندہ مسلمان کا ہے کہ وہ بالاتفاق پاک ہے۔ لیکن مسلمان فوت شدہ، سو اس کے متعلق علماء کا اختلاف ہے۔

امام شافعیؒ کے اس کے متعلق دو قول ہیں مگر صحیح قول ان کا یہی ہے کہ مسلمان فوت شدہ پاک ہے، اسی لئے تو غسل دیا جاتا ہے (یعنی اگر نجس العین ہوتا تو غسل سے پاک نہ ہوتا) چنانچہ حدیث میں ہے۔ مسلمان پلید نہیں ہوتا اور امام بخاری، صحیح بخاریؒ میں ابن عباسؓ وغیرہ سے لائے ہیں کہ مسلمان زندہ اور مردہ پاک ہے۔

نیل الاوطار میں ہے۔

وَحَدِيثُ الْبَابِ أَصْلٌ فِي طَهَارَةِ الْمُسْلِمِ حَيًّا وَمَيْتًا أَمَّا الْحَيُّ فَإِجْمَاعٌ وَأَمَّا الْمَيْتُ فَفِيهِ خِلَافٌ فَذَهَبَ أَبُو حَنِيفَةَ وَمَالِكٌ وَمِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ الْهَادِي وَالْقَاسِمُ وَالْمُؤَيَّدُ بِاللهِ وَأَبُو طَالِبٍ إِلَى نَجَاسَةٍ وَذَهَبَ غَيْرُهُمْ إِلَى طَهَارَةٍ وَاسْتَدَلَّ صَاحِبُ الْبَحْرِ لِلْقَائِلِينَ عَلَى النَّجَاسَةِ بِنَزْحِ زَمْزَمَ مِنَ الْحَبَشِيِّ وَهَذَا مَعَ كَوْنِهِ مِنْ فِعْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَمَا أَخْرَجَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ عَنْهُ وَقَوْلُ الصَّحَابِيِّ وَفِعْلُهُ لَا يَنْتَهِضُ لِلْاِحْتِجَاجِ بِهِ عَلَى الْخَصْمِ مُحْتَمِلٌ أَنْ يَكُونَ لِلْاِسْتِقْذَارِ لَا لِلنَّجَاسَةِ وَمُعَارَضٌ بِحَدِيثِ الْبَابِ وَبِحَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَفْسِهِ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ رح وَالْبُخَارِيِّ تَعْلِيقًا بِلَفْظِ الْمُؤْمِنُ لَا يَنْجُسُ حَيًّا وَلَا مَيْتًا وَبِحَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ الْمُتَقَدِّمِ وَبِحَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَيْضًا عِنْدَ الْبَيْهَقِيِّ إِنَّ مَيْتَكُمْ يَمُوتُ طَاهِرًا فَحَسْبُكُمْ أَنْ تَغْسِلُوا أَيْدِيَكُمْ وَتَرْجِيحُ رَأْيِ الصَّحَابِيِّ عَلَى رِوَايَتِهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِوَايَةِ غَيْرِهِ مِنَ الْغَرَائِبِ الَّتِي لَا يُدْرَى مَا الْحَامِلُ عَلَيْهَا۔

یعنی حدیث باب کی یعنی حضرت حذیفہ رضؓ کی حدیث جس کے الفاظ مسلم کے حوالہ سے اوپر گذر چکے ہیں مسلمان زندہ اور مردہ کے پاک ہونے پر اصل دلیل ہے پس مسلمان زندہ کے پاک ہونے پر تو اجماع ہے، اور مردہ کے پاک ہونے میں اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہ، مالک، اہل بیت سے ہادی قاسم مؤید باللہ ابو طالب نجاست کی طرف گئے ہیں اور ان کے علاوہ باقی سب طہارت کے قائل ہیں۔ صاحب بحر نے مردہ کو نجس جاننے والوں

کے لیے حبشی کے واقعہ سے استدلال کیا ہے کہ وہ زمزم میں واقع ہوگیا جو ابن عباس نے زمزم[1] صاف کرایا اور یہ باوجود ابن عباس کا فعل ہونے کے جو مخالف پر حجت نہیں احتمال رکھتا ہے کہ ویسے صفائی کے لئے ہو نجاست کے لیے نہ ہو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اور فعل ابن عباس کا حدیث باب (یعنی حدیث حذیفہ) کے خلاف ہے اور ابن عباس کی اپنی حدیث کے بھی جو بیہقی میں ہے جس کو امام بخاری نے بھی تعلیقاً ذکر کیا ہے کہ مومن زندہ اور مُردہ پلید نہیں ہوتا، مخالف ہے، اور حدیث ابی ہریرہؓ کے بھی خلاف ہے جو صحیح مسلم کے حوالہ سے پہلے ذکر ہو چکی ہے اور ابن عباس کی اپنی حدیث کے بھی خلاف ہے جو بیہقی میں ہے ۔

اِنَّ مَيِّتَكُمْ يموت طاهرا .... الخ (یعنی میّت تمہاری بعد از موت پاک ہوتی ہے سو تم اس کو غسل دے کر صرف ہاتھ دھو لیا کرو، یعنی میّت کو غسل دے کر غسل کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ میّت پاک ہے اور صحابی کی رائے کو اس کی یا دوسرے صحابی کی مرفوع حدیث پر ترجیح دینا تو بڑی ہی عجیب بات ہے جس کا باعث معلوم نہیں یعنی صحابی کی رائے کو حدیث مرفوع پر ترجیح نہیں دینی چاہیے)

تنبیہ :- جو لوگ مُردہ مسلمان کو نجس کہتے ہیں، ان کا قول غلط ہے۔ فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اقوالِ صحابہؓ کے مقابلہ میں اس کی کوئی وقعت اور اعتبار نہیں۔ نیز ان کے قول سے لازم آتا ہے کہ صلحاء اُمّت اور اولیاء اور صحابہؓ اور انبیاء کے اجسام مطہرہ مبارکہ بھی نجس ہوں (نعوذ باللہ من ذالک) یہ عقیدہ بالکل باطل اور غلط ہے۔ میرا وقت بہت قلیل ہے ورنہ میں اس پر بہت سے دلائل جمع کر دیتا۔ غیر عاقل مومن کیلئے یہی کافی ہے۔

اگر در خانہ کس ست، یک حرف بس ست

حاصل یہ کہ مذکورہ بالا چاہ کی طہارت اور اس کے پاک ہونے میں کوئی شبہ نہیں، کیونکہ لڑکی فوت

---

[1] اس واقعہ کو امام بیہقی نے ضعیف بتایا ہے چنانچہ عون المعبود میں ہے! وما روی ابن ابی شيبة ان زنجيا وقع فی بير زمزم فامر بنزح الماء ضعفها البيهقی وروی عن سفيان بن عيينة قال انا بمكة سبعين سنة لم ار احدا صغيرا ولا كبيرا يعرف حديث الزنجی۔

یعنی جو ابن ابی شیبہؒ نے روایت کیا ہے کہ زنجی زمزم میں گر پڑا تو اس کا پانی کھینچا گیا اسکو بیہقی نے ضعیف کہا ہے اور سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ میں ستر سال رہا مگر میں نے کسی چھوٹے یا بڑے کو نہیں دیکھا جو زنجی کی حدیث جانتا ہو۔

شدہ زندہ اور مُردہ پاک ہے پھر چاہ کس طرح پلید ہو گیا۔
اگر بقول اُن کے میّت کو نعوذ باللہ من ذالک نجس قرار دیا جائے تو بھی چاہ مذکور کا پانی پلید نہیں ہوتا۔ کیونکہ جب پانی دو قلہ (پانچ مشک) یا زیادہ ہو تو پلید نہیں ہوتا۔ چنانچہ محدثین نے اس کو صاف صاف بیان فرمایا ہے۔

ترمذی میں ہے:۔

بَابُ مَا جَاءَ اَنَّ الْمَاءَ طَهُوْرٌ لَا يُنَجِّسُهٗ شَيْءٌ۔

امام ترمذیؒ اس باب میں مندرجہ ذیل حدیث لائے ہیں:۔

عن ابی سعید الخدریؓ قال قیل یارسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتوضأ من بئر بضاعۃ وھی بئر یلقی فیھا الحیض ولحوم الکلاب والنتن فقال رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الماء طھور لا ینجسہ شیئ قال ابو عیسیٰ حدیث حسن وقد جود ابو اسامۃ ھذا الحدیث لم یرو حدیث ابی سعید فی بئر بضاعۃ احسن مما روی ابو اسامۃ وقد روی ھذا الحدیث من غیر وجہ۔

یعنی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ ہم بیر بضاعۃ سے وضو کر لیا کریں دراں حالیکہ وہ بیر ہے کہ اس میں حیض آلودہ کپڑے اور کتوں کا گوشت اور گندگی وغیرہ اتفاق سے پڑ جاتی ہے۔

آپؐ نے فرمایا کہ پانی پاک ہے اس کو کوئی چیز پلید نہیں کرتی۔

تحفۃ الاحوذی فی شرح جامع ترمذی میں بعد قول وقد جود ابو اسامۃ ھذا الحدیث کے لکھا ہے:۔

ای رواہ بسند جید وصححہ احمد بن حنبل ویحیٰ بن معین وابو محمد بن حزم قالہ الحافظ فی التلخیص وزاد فی بدر المنیر والحاکم واٰخرون من ائمۃ الحفاظ۔

یعنی ابو اسامہ نے اس کو جید سند سے روایت کیا اور امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین اور ابو محمد بن حزم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے، ان کے علاوہ حاکم اور دیگر بہت سے محدثین نے اس کو روایت کیا ہے۔

منتقی میں ہے باب حکم الماء اذا الاقتہ النجاستہ یعنی یہ باب اس پانی کا حکم بیان کرنے میں ہے جس میں پلیدی مل جائے۔

پھر اس باب میں ابو سعید خدریؓ کی وہی حدیث جو ترمذی کے حوالہ سے ابھی گذری ہے لائے ہیں۔ جس میں بیرِ بضاعۃ کا قصہ مذکور ہے۔ حدیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

رواہ احمد وابوداؤد والترمذی وقال حدیث حسن وقال احمد بن حنبل حدیث بیر بضاعۃ حدیث صحیح (منتقی مع نیل ص۳۲ ج۱)

امام ابوداؤدؒ نے سنن ابی داؤد میں یوں باب منعقد کیا ہے "باب ماجاء فی بیر بضاعۃ" اور اس میں ابو سعید خدریؓ کی یہی حدیث لائے ہیں۔ غرض بیرِ بضاعۃ کی حدیث اکثر کتب حدیث صحاح ستہ وغیرہ میں موجود ہے جو اس کے صحیح اور معتبر ہونے پر دال ہے نیز محدثین نے اس کے صحیح ہونے کی تصریح فرمائی ہے جیسا کہ امام احمد بن حنبلؒ، یحییٰ بن معین اور ابن حزمؒ وغیرہ سے ابھی مذکور ہوا ہے۔
جس کو زیادہ تحقیق مطلوب ہو تو وہ تحفۃ الاحوذی شرحِ جامع ترمذی اور نیل الاوطار وغیرہ شروحاتِ حدیث ملاحظہ فرمائے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْحِیَاضِ الَّتِیْ بَیْنَ مَکَّۃَ وَالْمَدِیْنَۃِ یَرِدُھَا السِّبَاعُ وَالْکِلَابُ وَالْحُمُرُ عَنِ الطُّھْرِ مِنْھَا فَقَالَ لَھَا مَا حَمَلَتْ فِیْ بُطُوْنِھَا وَلَنَا مَا غَبَرَ طَھُوْرٌ۔ رواہ ابن ماجہ مشکوٰۃ ص۵۲

یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان حوضوں کی طہارت سے سوال کئے گئے جو مکہ مدینہ کے درمیان ہیں جن پر درندے اور گدھے وارد ہوتے ہیں، تو آپؐ نے فرمایا ان کے لئے ہے جو انہوں نے پی لیا اور باقی ماندہ ہمارے لئے پاک کنندہ ہے۔

عَنْ یَحْیَی بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ اِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ فِیْ رَکْبٍ فِیْھِمْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ حَتّٰی وَرَدُوْا حَوْضًا فَقَالَ عَمْرٌو یَا صَاحِبَ الْحَوْضِ ھَلْ تَرِدُ حَوْضَکَ السِّبَاعُ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ یَا صَاحِبَ الْحَوْضِ لَا تُخْبِرْنَا فَاِنَّا نَرِدُ عَلَی السِّبَاعِ وَتَرِدُ عَلَیْنَا رواہ مالک زاد رزین قال زاد بعض الرواۃ فی قول عمر وانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لھا ما اخذت فی بطونھا وما بقی لنا طہور وشراب۔ (مشکوٰۃ)

یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک جماعت کے ہمراہ سفر پر گئے، ان میں عمرو بن العاصؓ بھی تھے عمرو بن عاصؓ نے صاحب حوض سے کہا کہ تیرے حوض پہ درندے آتے ہیں ؟ حضرت عمرؓ نے صاحب حوض سے کہا کہ ہمیں درندوں کے متعلق اطلاع نہ دے کیونکہ ہم درندوں پر اور درندے ہم پر وارد ہوتے رہتے ہیں۔ مطلب یہ کہ ہمیں یہ بات پوچھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ درندوں کا جوٹھا پانی پاک ہے اس لئے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپؐ نے فرمایا ان کیلئے ہے جو انہوں نے پی لیا اور باقی ماندہ ہمارے لئے پاک کنندہ اور پینا ہے۔ روایت کیا اس کو امام مالکؒ اور رزین وغیرہ نے۔

اس قسم کی حدیثیں بہت ہیں مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر چند ایک نقل کر دی ہیں۔

ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ پانی پاک ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر۔ مگر یہ مذہب صحیح نہیں ہے کیونکہ دوسری حدیثوں سے ثابت ہے کہ تھوڑا پانی جو دو قلوں (پانچ مشکوں) سے کم ہو وہ پلیدی سے پلید ہو جاتا ہے۔ خواہ اس کا رنگ یا بُو یا مزہ نہ بھی بدلے۔

اور جو پانی قلتین (پانچ مشکیں) ہو یا زیادہ، وہ اس وقت تک پلید نہیں ہوتا جب تک پلید چیز سے اس کا رنگ، بُو، یا مزہ نہ بدلے۔ اگر اس میں پلید چیز اس قدر پڑ جائے جو اس کے رنگ یا بُو یا مزہ کو بدل دے تو پھر یقیناً پلید ہو جائے گا خواہ کتنا ہی زیادہ ہو۔ عبد اللہ امر تسری روپڑی ۲۰ ستمبر ۱۹۶۲ء

پانی میں ناپاک شئے کا پڑنا

سوال :۔ پانی میں ناپاک شئے پڑ جائے تو کیا وہ پلید ہے ؟

جواب :۔ پانی کو خدا تعالیٰ نے پاک پیدا کیا ہے یہ دو طرح سے نجس ہوتا ہے۔

۱۔ نجاست کی وجہ سے اس کا رنگ، بُو، مزا بدل جائے تو وہ پلید ہو جاتا ہے۔ خواہ تھوڑا ہو یا بہت۔

۲۔ اندازاً پانچ مشک سے اس کی مقدار کم ہو تو نجاست کے پڑنے سے پلید ہو جاتا ہے۔ خواہ رنگ، بُو، مزا بدلے یا نہ۔

کنوئیں کا پانی

سوال :۔ کنوئیں میں اگر انسان گر کر مر جائے تو پانی کا کیا حکم ہے ؟

جواب: نجاست کے پڑنے سے پلید نہیں ہوتا جب تک نجاست سے اس کا رنگ، بُو، مزا نہ بدلے۔ کیونکہ اس کی مقدار پانچ مشک سے بہت زیادہ ہوتی ہے۔

ابوداؤد میں حدیث ہے۔ کہ بیئر بضاعۃ کنوئیں کا پانی آپ کو پلایا جاتا تھا۔ اس کنوئیں میں کتوں کا گوشت اور حیض کے لتے اور گندگی پڑتی تھی۔ اس کے متعلق آپ نے فرمایا۔ کہ بے شک پانی پاک ہے۔ اس کو کوئی چیز پلید نہیں کرتی۔

ابوداؤدؒ نے بیان کیا۔ کہ میں نے قتیبہؒ بن سعید سے سُنا۔ اس نے کہا کہ میں نے بیئر بضاعۃ کے نگران سے اس کی گہرائی کے متعلق سوال کیا۔ اس نے کہا کہ زیادہ سے زیادہ اس کا پانی ناف تک ہوتا ہے اگر کم ہو جائے تو شرمگاہ تک ابوداؤد نے کہا کہ میں نے اس کی پیمائش کی تو اس کی چوڑائی چھ ہاتھ تھی۔

اس حدیث میں کتوں کا گوشت اور پلیدی اور حیض کے چیتھڑوں کا ذکر ہے۔ جن کی پلیدی کی بابت کسی کو انکار نہیں۔ جب ایسی چیزوں سے کنواں پلید نہیں ہوتا تو انسان کے مرنے سے کس طرح ہوگا۔

نوٹ: کتوں کا گوشت اور گندگی اور حیض کے چیتھڑے لوگ دیدہ دانستہ کنوئیں میں نہیں ڈالتے تھے بلکہ ہوا وغیرہ سے اڑ کر کنوئیں میں نیچی جگہ ہونے کی وجہ سے پڑ جاتے تھے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی ۱۶ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۹ اگست ۱۹۶۲ء

پانی میں پاک شئے پڑ کر رنگ، بُو، مزا کا بدلنا

سوال: پانی میں پاک شئے پڑ جائے اور اس کا رنگ بُو مزا بدل جائے کیا اس پانی سے غسل و وضوء ہو سکتا ہے؟

جواب: پانی میں پاک شئے پڑنے سے بعض دفعہ اس کا نام اور ہو جاتا ہے۔ مثلاً شربت یا عرق یا لسی وغیرہ۔ تو اس سے وضوء اور غسل نہیں ہوگا۔ ہاں اگر پانی کا نام نہ بدلے جیسے کنوئیں میں پتے گرنے سے رنگ بُو، مزا بدل جاتا ہے مگر اس کا نام پانی ہی رہتا ہے۔ دوسرا نام اس پر نہیں بولا جاتا۔ اس لئے اس سے وضوء غسل وغیرہ بالاتفاق درست ہے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی
۲۵ محرم الحرام ۱۳۷۹ھ

غیر مسلم اور مُسلمان کا ایک کنوئیں سے پانی بھرنا

سوال :۔ کیا ایک کنوئیں پر الگ الگ ڈول ڈال کر مسلمان اور ہندو یا شودر پانی نکال سکتے ہیں؟

محمد سلیمان بھوجیانی خطیب و مدرس بھوبہ آصل ڈاکخانہ خاص ضلع لاہور

جواب :۔ غیر مسلم کے برتنوں کے متعلق حدیث میں آیا ہے کہ دھو کر استعمال کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان کے ساتھ اختلاط جائز نہیں۔ ہاں کنوئیں کا پانی چونکہ کثیر ہے اس لئے نجس نہیں ہوتا۔ خواہ ان کے برتن کیسے ہی ہوں لیکن طبعی نفرت کا اظہار کرتے ہوئے پرہیز ہو سکے تو بہتر ہے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی مورخہ ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ مطابق ۱۳ مئی ۱۹۴۱ء

نجس شدہ چیز کا پاک کرنا

سوال :۔ اگر جسم یا کپڑے یا برتن وغیرہ کو نجاست لگ جائے تو اس کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب :۔ نجس شدہ شئے دھونے سے پاک ہو جاتی ہے۔ جبکہ اس طرح سے دھوئی جائے کہ اس پر نجاست کا اثر (رنگ، بُو، مزا) نہ رہے۔ جس برتن میں کتا منہ ڈال دے۔ اس کو ایک دفعہ مٹی سے مانجھے اور سات بار پانی سے دھوئے۔

جُوتا زمین پر رگڑنے سے پاک ہو جاتا ہے۔

دودھ پیتے لڑکے کا پیشاب دھونے کی ضرورت نہیں۔ صرف چھینٹے دینے کافی ہیں۔

منی اگر خشک ہو جائے تو اس کا کھرچنا کافی ہے اگر تر ہو تو دھوئے۔ مذی نکلے تو شرمگاہ دھولے اور جہاں کپڑے کو لگے تو پانی چھڑک لے۔

مُردار کا چمڑا دباغت سے پاک ہو جاتا ہے۔

جو شئے دھوئی نہ جا سکے۔ اس پر پانی بہانا کافی ہے جیسے زمین وغیرہ

کنواں اتنا پانی نکالنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ جس سے نجاست کا اثر رنگ، بُو، مزا نہ رہے۔

عبداللہ روپڑی ۲۵ محرم ۱۳۷۹ھ

کوّا کا جُوٹھا

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ ایک کوّا نے ایک برتن جس میں کہ چار پانچ سیر دودھ تھا چونچ ڈال دی اور وہ دودھ ایک مولوی صاحب نے اس بات پر پی لیا کہ کوّا حلال ہے۔ فتویٰ ارسال فرمائیں کہ کوّا حلال ہے؟ عنایت اللہ از چھانگا مانگا ۶ ستمبر ۱۹۳۲ء

جواب:۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ قتل کے حکم سے حرمت ثابت نہیں ہوتی مگر ظاہر حرمت ہے۔ کیونکہ قتل کا حکم خباثت کی وجہ سے ہے۔ اور خباثت ہی زیادہ تر حرمت کا باعث ہے۔ ہاں اس کے جُوٹھے کو بلی پر قیاس کرنے کی گنجائش ہے اگرچہ پرہیز مناسب ہے۔ مگر اس میں زیادہ تشدد اچھا نہیں۔

عبداللہ امرتسری روپڑی ۵ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ

کُتّے کا جُوٹھا

سوال:۔ موضع بھگیاڑی میں سخت شور مچ رہا ہے کہ وہابی لوگ کُتّے کا جوٹھا پاک جانتے ہیں کیونکہ ایک مولوی صاحب نے فتویٰ دیا ہے کہ کُتّے کا جوٹھا پانی بالکل پاک ہے۔ اگرچہ برتن میں ہو اس مسئلہ میں بہت تنازع ہے ہر دو فریق نے آپ کو حاکم تسلیم کر لیا ہے۔ جواب سے مطلع فرمائیں کہ کون حق پر ہے؟ صدر الدین امام مسجد بھگیاڑی

ڈاکخانہ منڈی وار برٹن ضلع شیخوپورہ

جواب:۔ عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طُھُوْرُ اِنَاءِ اَحَدِکُمْ اِذَا وَلَغَ فِیْہِ الْکَلْبُ اَنْ یَّغْسِلَہٗ سَبْعَ مَرَّاتٍ اُوْلٰھُنَّ بِالتُّرَابِ اَخْرَجَہٗ مُسْلِمٌ وَفِیْ لَفْظٍ لَّہٗ فَلْیُرِقْہُ (الحدیث بلوغ المرام صلا)

یعنی ابو ہریرہ رض سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کُتّا برتن میں لگ جائے تو اس کی پاکی یہ ہے۔ کہ اس کو سات مرتبہ دھویا جائے۔ پہلی بار مٹی سے اس کو مسلم رو نے روایت کیا ہے۔

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے۔ کہ برتن میں جو کچھ ہے۔ اس کو گرادے اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ

کُتے کا جوٹھا ناپاک ہے کیونکہ جب برتن ناپاک ہوگیا جس کے پاک کرنے کا طریق آپؐ نے یہ بتایا کہ سات مرتبہ دھویا جائے۔ تو جو کچھ برتن میں ہے تو وہ بطریق اُولیٰ ناپاک ہوگیا۔ اور اس لئے اس کے گرانے کا حکم دیا۔ اور اس سے معلوم ہوگیا۔ کہ کُتے کا گوشت بھی نجس ہے کیونکہ جوٹھا لعاب کی وجہ سے نجس ہے۔ اور لعاب گوشت سے نکلتا ہے۔ تو وہ بھی نجس ہوا ——— اگر کسی مولوی نے پاک ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ تو اس کو اس حدیث کا علم نہیں ہوگا۔ ورنہ اہل حدیث کا یہ مذہب کیسے ہو سکتا ہے۔ اہل حدیث کا مذہب تو قرآن و حدیث ہے نہ کسی کی رائے۔

عبداللہ روپڑی ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ

حرام چیزوں کا ادویات میں استعمال

سوال:۔ جو چیزیں حرام ہیں مثلاً شراب۔ افیون۔ بھنگ وغیرہ ان کو دوائی میں استعمال کرنا جائز ہے؟

جواب:۔ مشکوٰۃ میں ہے۔ عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللہ اَنْزَلَ الدَّاءَ وَالدَّوَاءَ جَعَلَ لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءً فَتَدَاوَوْا وَلَا تَدَاوَوْا بِحَرَامٍ رواہ ابوداؤد (مشکوٰۃ باب الطب والرقی صفحہ ۳۸۸)

ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں خدا نے کوئی بیماری نہیں اتاری ہے مگر اس کی شفا بھی اتاری پس دواء کرو اور حرام کے ساتھ دوا نہ کرو۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی حرام شئے کے ساتھ دواء نہ کرنی چاہیئے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی لاہور ۵ صفر ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۹ جولائی ۱۹۶۰ء

سوال:۔ جن ادویات میں شراب کی آمیزش ہو اس کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ جس دواء میں شراب ہو۔ اس کا استعمال جائز نہیں۔ نہ دواء کے طور پر نہ غذا کے طور پر کیونکہ مسلم میں حدیث ہے۔ کہ طارق بن سوید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب کی بابت سوال کیا۔ تو آپؐ نے اس کو منع فرمایا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! میں صرف دواء کے لئے بناتا ہوں آپ نے فرمایا وہ دواء نہیں بلکہ داء (بیماری) ہے۔ (مشکوٰۃ باب الخمر و وعید شاربہا فصل اول صفحہ ۳۰۹)

عبداللہ امرتسری روپڑی
۸ صفر ۱۳۶۰ھ مطابق ۷ مارچ ۱۹۴۱ء

مچھلی اور نمک وغیرہ شراب میں ڈال کر سرکہ بنانا

سوال: نینان خمری یعنی (شراب والی مچھلیوں) کی حلت جو حضرت ابوالدرداء صحابی سے امام بخاری نے نقل کی ہے۔ اس سے شراب کے سرکہ بنانے پر استدلال کرنا درست ہے یا نہیں اس سے یہ مسئلہ حل ہوتا ہے۔ کہ انگریزی ادویہ جن میں شراب حل ہوتی ہے ان کا پینا درست ہے۔

جواب: حضرت ابوالدرداء کے قول میں نینان خمری کا ذکر نہیں۔ بلکہ سرکہ شراب کا ذکر ہے۔ جو شراب میں مچھلیاں اور نمک ڈال کر تیار کیا جاتا ہے۔ اور حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں اس مقام پر لکھا ہے کہ ابوالدرداؓ اور ایک جماعت صحابہؓ اس کو کھاتی تھی۔ اس کے ایک دو سطر بعد لکھا ہے۔ کہ ابوالدرداء اور ایک جماعت اس طرح سے شراب کا سرکہ بنانا جائز کہتے ہیں۔ حضرت ابوالدرداء اور ایک جماعت کا یہی مذہب ہے۔ اور اس بناء پر شراب میں حل کی ہوئی ادویہ جائز ہوں گی۔ مگر چونکہ حدیث میں شراب کے سرکہ بنانے سے صراحۃً نہی آئی ہے۔ اس لئے پرہیز چاہیئے۔ ہاں اگر کسی نے جرم کا ارتکاب کر کے دواء تیار کر لی ہو یا سرکہ بنا لیا ہو۔ تو اس کے استعمال کی کچھ گنجائش ہے۔ مگر پھر بھی پرہیز اچھا ہے۔ کیونکہ اس میں اختلاف ہے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی ۱۷ شعبان ۱۳۵۹ھ

سوال: کیا یہ بات درست ہے کہ عام انگریزی ادویات میں شراب کی ملاوٹ ہوتی ہے۔ کیا پھر انگریزی ادویات کا استعمال شرعاً جائز ہے۔؟

عبداللہ بی۔ اے سیکنڈ ماسٹر ڈی بی سکول جلال آباد غربی ضلع فیروزپور ۱۰ / ۱۲ / ۴۲

جواب: انگریزی ادویات کے متعلق تحقیق یہ ہے۔ کہ بعض بعض میں شراب کی ملاوٹ ہوتی ہے۔ اس بناء پر عام ادویات کے استعمال کو ناجائز نہیں کہا جا سکتا۔ ہاں کوئی زیادہ پرہیز کرے تو اس کا کوئی حرج نہیں۔

عبداللہ روپڑی ۲۶ شوال ۱۳۵۶ھ ۳۰ دسمبر ۳۷ء

سوال: ایک شخص سم الفار یا شنگرف مارنا چاہتا ہے۔ اس میں شراب ڈال کر یا خرگوش کا خون ڈال کر کھرل کیا جاتا ہے۔ پھر اس کو آگ دی جاتی ہے یا جوہر لیا جاتا ہے کیا وہ دوائی کھائی جا سکتی ہے؟

محمد حسین چک ۱۰ / ۸ L ضلع منٹگمری

جواب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کے سرکہ بنانے سے منع فرمایا ہے۔ اس سے معلوم

ہوتا ہے کہ شراب سے کشتہ مارنا جائز نہیں، خواہ کشتہ تیار ہونے کے بعد نشہ رہے یا نہ رہے۔ رہی یہ بات کہ کوئی اس جرم کا ارتکاب کرے اور کشتہ تیار ہونے کے بعد نشہ کا نام ونشان نہ رہے۔ تو اس صورت میں یہ کشتہ استعمال کرنا جائز ہے، ورنہ اس کا حکم شراب سے تیار کردہ سرکہ کا ہے۔ اس کے متعلق علماء مختلف ہیں احتیاط اسی میں ہے۔ کہ استعمال نہ کرے۔ کیونکہ اختلاف سے نکل جانا بہتر ہے اور خون نجس سے جو کشتہ تیار ہوگا۔ اس کا کھانا کسی صورت جائز نہیں کیونکہ خون نجس کا اثر کچھ نہ کچھ دوا میں رہتا ہے پس وہ بالکل ناجائز ہے۔

عبداللہ روپڑی ۲۱ فروری ۱۹۳۶ء

منی پاک ہے یا نہیں؟

سوال: کیا انسانی منی پاک ہے اگر ناپاک ہے تو بتائیے۔ کہ جس منی سے انبیاء علیہ السلام کی پیدائش ہوئی کیا وہ منی ناپاک تھی؟ سائل خریدار نمبر ۱۲/۲ سیالکوٹ

جواب: انسان کی منی پاک ناپاک ہونے کی بحث منتقی مع نیل الاوطار میں ملاحظہ کریں۔ اس میں سخت اختلاف ذکر کیا ہے۔ رہا یہ سوال کہ انبیاء اس سے کس طرح پیدا ہوئے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ تغیر سے چیز پاک ہو جاتی ہے جیسے زمین کی کھاد سبزی بن کر پاک ہو جاتی ہے یہ جواب ان کی طرف سے ہے۔ جو منی کو ناپاک کہتے ہیں اور جو لوگ پاک کہتے ہیں۔ ان پر کوئی اعتراض نہیں۔

جو پاک کہتے ہیں۔ وہ ابن عباس وغیرہ کی حدیث پیش کرتے ہیں حنفیہ کے مسلمہ بزرگ امام طحاوی رح ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں۔

قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَنِيِّ يُصِيبُ الثَّوْبَ فَقَالَ اِنَّمَا هُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمُخَاطِ وَالْبُصَاقِ وَاِنَّمَا يَكْفِيكَ اَنْ تَمْسَحَهُ بِخِرْقَةٍ اَوْ اِذْخِرَةٍ

(نیل الاوطار جلد ۱ صفحہ ۵۳)

یعنی منی کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا کہ کپڑے کو لگ جائے تو کیا کرے فرمایا کہ منی ریٹ یعنی سینڈھ اور تھوک کے بمنزلہ ہے اور تجھے صرف اسکا لیر (کپڑا) یا گھاس اذخر سے پونچھنا کافی ہے امام طحاویؒ کے علاوہ دارقطنی اور بیہقی نے بھی اس کو روایت کیا ہے ملاحظہ ہو منتقی مع نیل الاوطار جلد ۱ صفحہ ۵۳

عبداللہ امرتسری روپڑی ۲ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ ۱۲ اگست ۱۹۳۴ء

گوبر اور لید سے بنے ہوئے برتن

سوال: جن گھڑوں یا برتنوں کی مٹی لید یا گوبر کے ساتھ گوندھی گئی ہو تو ان کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جن گھڑوں اور برتنوں کی مٹی لید اور گوبر سے گوندھی جائے تو وہ برتن پاک ہیں۔ اوّل تو پکنے سے وہ چیز جل جاتی ہے۔ صرف مٹی رہ جاتی ہے۔ دوسرے گوبر وغیرہ ماکول اللحم جانور کا پاک ہے۔

ابو محمد عبدالجبار سلفی کھنڈیلوی مؤید محدث روپڑی ۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ

کچّا یا پکّا برتن نجاست سے پاک ہو سکتا ہے؟

سوال: مٹی، تانبے، پیتل وغیرہ کے برتن کو پیشاب یا پاخانہ لگ جائے تو اس کا کیا حکم ہے۔ کیا دھونے مانجنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ اگر نیچے نجاست لگ جائے تو اس کا کیا حکم ہے اور درمیان لگ جائے تو کیا حکم ہے؟ از محمد صدیق ساکن اگوکے ریاست پٹیالہ

جواب: تانبے، پیتل کا برتن دھونے مانجنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ صرف مٹی کے برتن میں بعض شبہ کرتے ہیں جب شراب کی حرمت اتری تو شراب کے مٹکے (گھڑے) پھوڑے گئے۔ اس سے بعض کا خیال ہے۔ کہ کچّے برتن کو نجاست لگ جائے تو پھوڑ دیا جائے۔ کیونکہ شراب کی طرح پلیدی بھی اندر سرایت کر جاتی ہے۔ مگر یہ خیال کمزور ہے۔ کیونکہ شراب کے مٹکوں کا پھوڑنا ایسا ہی ہے جیسے شراب کے سرکہ بنانے کی اجازت نہیں۔ بلکہ بہادی گئی۔ یعنی اس سے مقصود شراب کی شدت حرمت کا اظہار تھا۔

رہا پلیدی کی سرایت کا شبہ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ دھو کر اچھی طرح دھوپ میں خشک کر لیا جائے تو اس سے اثر جاتا رہتا ہے۔ نیز ایسے مواقع پر شریعت میں تنگی نہیں۔ جیسے کپڑے سے حیض وغیرہ کا داغ نہ جائے تو معاف ہے چنانچہ کتب حدیث میں موجود ہے اسی طرح بدن میں مسامات کے رستے پلیدی سرایت کر جاتی ہے مگر شریع نے صرف دھونے سے طہارت کا حکم لگا دیا ہے اور زمین نجس ہو جائے تو اس پر صرف پانی کا بہا دینا ہی کافی ہے۔ اکھاڑنے کا حکم نہیں۔ پس مٹی کے برتن میں بھی تنگی نہ ہونی چاہیئے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی ۲ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ
مطابق ۲ اگست ۱۹۳۵ء

ہندوؤں کو تہواروں میں مٹی کے برتن بنا کر دینا

سوال:۔ ایک شخص کمہار ہے۔ تمام گاؤں میں اس کی سیپی ہے ہر طرح کے برتن بنا کر لوگوں کو دیتا ہے اب عرض ہے کہ ہندو کے تہواروں میں بعض برتن مستعمل ہوتے ہیں۔ جیسے دیوالی میں چراغ جلائے جاتے ہیں۔ کیا شریعت محمدی میں ایسا فعل جائز ہے؟ نور دین طالب علم تحصیل موگہ ضلع فیروزپور
تگیانہ خورد ڈاکخانہ خاص ۲۶ شعبان ۱۳۵۶ھ

جواب:۔ بلوغ المرام میں حدیث ہے۔ جو شخص انگور روک رکھے تاکہ ایسے لوگوں کے پاس فروخت کرے جو ان کی شراب بنائیں، تو وہ دیدہ دانستہ آگ میں داخل ہو گیا۔ (بلوغ المرام کتاب البیوع صفحہ ۶۴) اس سے معلوم ہوا کہ دیوالی کی خاطر برتن بنانا اور ہندو کے پاس فروخت کرنا جائز نہیں۔

عبداللہ روپڑی ۲ شوال ۱۳۵۶ھ مطابق ۶ دسمبر ۱۹۳۷ء

گوبر سے لپائی کرنا

سوال:۔ گھروں میں لپائی کرتے وقت عموماً عورتیں بعض اوقات صرف گوبر و بعض اوقات گوبر و مٹی کا استعمال کیا کرتی ہیں۔ کیا بروئے شریعت ایسے فرش پر گیلا ہو خواہ خشک نماز جائز ہے؟
محمد فیروز دین نائب مدرس لوئر مڈل سکول جاپڑ ڈاکخانہ پھلورہ ضلع سیالکوٹ

جواب:۔ گوبر حنفی مذہب میں پاک نہیں مگر حدیث سے اس کی طہارت ثابت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ صلوا فی مرابض الغنم یعنی بکریوں کے واڑہ میں نماز پڑھو۔ اس سے معلوم ہوا کہ ماکول اللحم چارپایہ کا گوبر پیشاب پاک ہے ایک حدیث میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند آدمیوں کو جو مدینہ میں آکر بیمار ہو گئے فرمایا کہ تم اونٹوں کا پیشاب اور دودھ پیو۔ وہ شفایاب ہو گئے۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ ماکول اللحم چارپایہ کا بول گوبر پاک ہے۔ کیونکہ حرام کے ساتھ دوا سے آپ نے منع فرمایا ہے۔ اگر گوبر بول ناپاک ہوتا تو آپ اس کے ساتھ علاج کرنے کی بابت ارشاد نہ فرماتے۔ نیز مشکوٰۃ باب تطہیر النجاسات میں ہے لا باس ببول مایوکل لحمہ یعنی ماکول اللحم کے بول کے ساتھ کوئی ڈر نہیں۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

تنور میں مرغی جل گئی اور اس میں پکی ہوئی روٹیوں کا حکم

سوال :۔ ہمارے گاؤں میں سحری رمضان المبارک کی رات کو جب سحری کھانے کے وقت تندور گرم کیا گیا تو اس میں بے خبری سے ایک مرغی جل گئی جب کہ تندور سے سخت بدبو آ رہی تھی۔ روٹیاں پکائی گئی تھیں، عوام الناس نے انہی روٹیوں سے روزہ رکھا کیا یہ روٹیاں کھانی جائز تھیں یا نہیں۔

منشی محمد یونس و محمد ادریس محمدی خطیب مسجد اہل حدیث
مقام شیر نگر ضلع منٹگمری

جواب :۔ فتاویٰ ابن تیمیہؒ جلد ۵، ۶ میں اس مسئلہ کو تفصیل سے لکھا ہے حاصل اس کا یہ ہے۔ کہ نجس شئے کے دھوئیں سے شئے نجس نہیں ہوتی۔ اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے نمک کی کان میں گدھا پڑ جائے اور وہ نمک ہو جائے تو اب اس کا حکم گدھے کا نہیں ہوگا۔ ٹھیک اسی طرح نجس شئے کے دھوئیں کو سمجھ لینا چاہیئے۔ اور اس کی تائید میں نجس تیل وغیرہ چراغ میں جلانا صحابہؓ سے منقول ہے حالانکہ اس کا دھواں اندر پھیلتا ہے۔ اور ہر شئے پر اثر انداز ہوتا ہے اور امیر یمانیؒ نے سبل السلام جلد ۲ صـ۳ میں اس کے متعلق ایک مرفوع روایت بھی ذکر کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گھی کی بابت سوال ہوا جس میں چوہا گر جائے۔ تو فرمایا اگر گھی جما ہوا ہو۔ تو چوہے کو اور جتنا گھی اس کے اردگرد جمع ہوا ہو۔ اس کو ڈال دو اور اگر پگھلا ہوا ہو تو اس سے چراغ جلالو۔ یا کوئی اور فائدہ اٹھالو۔ طحاویؒ نے کہا کہ اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں۔ عبداللہ امرتسری روپڑی

مُردار کے چمڑے کا حکم

سوال :۔ کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ہمارے ملک میں عموماً گائے بیل یا بکری وغیرہ مُردار کے چمڑے چمار لوگ مُردار کے جسم سے اپنے ہاتھ سے اتار لیا کرتے ہیں۔ مگر مسلمان لوگ نہیں لیتے اگر کوئی لیتا ہے تو اس کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، اور اس کو چمار کہہ کر طعن کرتے ہیں۔ کیا شریعت میں جائز ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ عن عبداللّٰه بن عباس قَالَ تُصُدِّقَ عَلٰى مَوْلَاةٍ لِمَيْمُونَةَ بِشَاةٍ فَمَاتَتْ فَمَرَّ بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیه وسلم قَالَ هَلَّا اَخَذْتُمْ

إِهَابِهَا قَدْ بَغْتُمُوهُ فَانْتَفَعْتُمْ بِهِ فَقَالُوْا إِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا متفق عليه (مشکوۃ باب تطهير النجاسات فصل اوّل ص ۴۹)

عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ میمونہؓ ام المومنین کی آزاد کردہ لونڈی پر ایک بکری صدقہ کی گئی وہ مرگئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اس کا چمڑہ کیوں نہ اتار لیا۔ اس سے فائدہ اٹھاتے۔ انہوں نے کہا وہ مُردار ہے فرمایا صرف اس کا کھانا حرام ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بکری گائے وغیرہ کا چمڑا اتار لینا چاہئے چماروں کو دینے کی ضرورت نہیں۔ اور جو اتارنے والے پر طعن کرے وہ خود مطعون ہے۔ کیونکہ وہ حدیث کا خلاف کرتا ہے۔

عبداللہ روپڑی ۲۶ رمضان ۱۳۵۵ھ

بچّہ کی ناف چمارن سے کٹوانا

سوال :۔ ہمارے ہاں جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو چماری کے ہاتھ سے ناف کٹواتے ہیں۔ ہاتھ پاؤں اور خون وغیرہ بھی اسی سے صاف کرواتے ہیں۔ وہ عورت شرکیہ الفاظ پڑھ کر دم پھونک کیا کرتی ہے کیا یہ شریعت میں جائز ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ مشکوۃ باب الوسوسہ صٓ پر حدیث ہے کہ بچہ پیدا ہوتے ہی شیطان بچہ کو مس کرتا ہے جس کی وجہ سے بچہ چلاتا ہے۔ گویا شیطان مس کرکے اپنا اثر ڈالنا چاہتا ہے۔ اس لئے کان میں آواز دی جاتی ہے۔ تاکہ شیطانی اثر زائل ہو جائے۔

یہ لوگ بے وقوفی سے چماری کا ہاتھ لگواتے ہیں۔ جو کفر کی وجہ سے دوسرا شیطان ہے۔ پھر وہ شرکیہ الفاظ سے دم پھونک کرتی ہے جس سے کرانے والے بھی مشرک ہو جاتے ہیں۔ اعاذنا اللہ منہ

عبداللہ امرتسری از روپڑ ضلع انبالہ

ب و مورخہ ۲۶ رمضان ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۲ دسمبر ۱۹۳۶ء

ہندو اور بھنگی کے ہاتھ کے کھانے کا حکم

سوال :۔ ہندو اور خاکروب جو کہ خنزیر اور مردار کھانے کے قدیم سے عادی ہیں۔ اور علاوہ ازیں

صنم پرستی اور بت پرستی کے اس قدر قائل ہیں کہ بسا اوقات ان کے لئے اپنی جان کی پرواہ نہیں کرتے۔ آیا یہ دونوں قومیں بلحاظ قانونِ خداوندی مشرک ہیں یا نہیں؟ اگر یہ مشرک ہیں، تو ان کی پکی ہوئی اشیاء کا کیا حکم ہے۔ ابو حسان عبدالرحمٰن نمبردار جہاری

جواب:- اہل کتاب جن کا ذبیحہ جائز ہے ان کی بابت حدیث میں ہے۔ کہ ان کے برتنوں میں نہ کھاؤ۔ مگر یہ کہ اور برتن نہ ملے تو پھر دھو کر ان میں کھاؤ۔ (ملاحظہ ہو بلوغ المرام باب الآنیۃ) اور جب برتنوں کی بابت اتنا تشدد ہوا تو ان کے ہاتھ کا پکا ہوا کس طرح درست ہوگا۔ اور جب اہل کتاب کا درست نہ ہوا تو ہندو، چوہڑے چمار کا بطریق اولیٰ درست نہ ہوا ہاں کبھی مجبوری ہو جائے تو اس وقت درست ہے۔ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مشرک عورت کی مشک سے پانی پیا۔ سفر میں تھے ضرورت ہوگئی اس لئے پی لیا۔ بغیر ضرورت کے دیدہ و دانستہ ایسا کرنا درست نہیں۔

جو شخص دیدہ دانستہ بھنگی اور ہندو کے ہاتھ کی پکی ہوئی چیز کھاتا ہے تو اس پر ضرور کوئی تعزیر چاہیئے خاص کر جب باوجود اقرار کے کرتا ہے۔ تو بے شک اس کا حقہ پانی چھیک دیں۔

عبداللہ امرتسری از روپڑ ضلع انبالہ ۱۷ اگست ۱۹۳۵ء

مُردار کا کچا چمڑا

سوال:- حلال جانور اگر مرجائے، مُردہ ہو جائے۔ اس کا کچا چمڑہ تازہ بتازہ جو اسی وقت اتار گیا ہے اس کو خریدکرنا یا اس کو بیچنا یا کچا خرید کرکے کچا ہی نفع پر بیچ دینا یا کچا خرید کرکے بعد از دباغت نفع پر بیچنا جائز ہے یا نہیں؟ اس کو بالوضاحت حدیث سے حلال حرام تحریر فرماویں۔ اور دلائل واضحہ اور لائحہ ہوں، یا کچا چمڑا اتر نہ ہو سوکھا ہوا ہو وہ جائز ہے یا نہیں؟

مولوی حاجی جان محمد صاحب موضع سنڈا پنڈ ڈاکخانہ خاص ضلع امرتسر

جواب:- مشکوٰۃ میں ہے:-

تصدق علی مولاۃ لمیمونۃ بشاۃ فماتت فمربھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ھلا اخذ تم اھابھا فدبغتموہ فانتفعتم بہ فقالوا انھا میتۃ فقال انما حرم اکلھا۔ (باب تطہیر النجاسات ص۲۴)

میمونہؓ کی آزاد کردہ پر ایک بکری صدقہ کی گئی۔ وہ مر گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس سے گذرے، فرمایا تم نے اس کا چمڑا کیوں نہ لیا؟ دباغت دیکر اس سے فائدہ اٹھا لیتے۔ لوگوں نے کہا یہ مُردار ہے فرمایا صرف اس کا کھانا حرام ہے۔"

اس حدیث میں چمڑے کے لینے کا ذکر ہے اور دباغت کے بعد اس سے فائدہ اٹھانے کا اور وجہ اس کی یہ ہے کہ وہ دباغت سے پاک ہو جاتا ہے چنانچہ دوسری احادیث میں تصریح ہے دِبَاغُهَا طُهُوْرُهَا یعنی چمڑے کا رنگنا اس کی طہارت ہے، پس اس سے کچے چمڑے کی خرید و فروخت کا جواز بھی نکل آیا۔ کیونکہ جب دباغت کے بعد اس کا استعمال اس لئے جائز ہو گیا کہ وہ دباغت سے پاک ہو گیا تو اس کی ایسی مثال ہو گئی جیسے پلید کپڑا اس کا لینا دینا، ہبہ کرنا، اس کی خرید و فروخت بالاتفاق جائز ہے۔ پس یہی مثال چمڑے کی ہے کیونکہ جیسے کپڑا دھونے سے پاک ہو جاتا ہے اسی طرح چمڑا دباغت (رنگنے) سے پاک ہو جاتا ہے۔ پس جیسے کپڑے کا لینا دینا خرید و فروخت دھونے سے پہلے درست ہے۔ ایسے ہی چمڑا بھی درست ہوگا۔ کیونکہ دونوں میں اصل شئے پاک ہے اور پلیدی عارضی ہے۔ اور بیع اور لین دین میں مقصود اصل شئے ہے جو پاک ہے پلیدی کا لینا یا پلیدی کی بیع تو ہے نہیں جو منع ہو۔ ہاں جیسے پلید کپڑے کو باندھ کر نماز نہیں پڑھ سکتا اسی طرح دباغت (رنگنے) سے پہلے چمڑے سے بھی اس قسم کا فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ کیونکہ نماز کے لئے طہارت شرط ہے۔ اگر پلید کپڑے سے ستر ڈھانک سکتا ہے یا پردہ کر سکتا ہے تو پلید چمڑے کا بھی یہی حکم ہے۔ اور اس کی تائید موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ سے بھی ہوتی ہے جو قرآن مجید میں مذکور ہے:

فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى (پ۱۶ ع ۱۰)

"اے موسیٰ! اپنا جوتا اتار۔ تو پاک وادی طوی میں ہے۔"

تفسیروں میں لکھا ہے کہ آپ کے پاؤں میں گدھے کے کچے چمڑے کا جوتا تھا۔ اسی لئے فرمایا کہ تو پاک وادی میں ہے اگر پاؤں میں پاک چمڑے کا جوتا ہوتا تو اس کے اتارنے کی وجہ وادی کی طہارت نہ بتائی جاتی بلکہ خدائی دربار کے آداب وغیرہ وجہ ہوتی۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد إِنَّمَا حُرِّمَ أَكْلُهَا (صرف اس کا کھانا حرام ہے) اس سے معلوم ہوا کہ چمڑا خواہ دباغت سے پاک ہو جائے مگر کھانا جائز نہیں۔ گویا یہ ضروری نہیں کہ ہر پاک شئے کو کھانا بھی درست ہو بلکہ بہت دفعہ پاک شئے کا سرے سے استعمال ہی منع ہوتا ہے جیسے درندہ (شیر وغیرہ)

کا چمڑا دباغت (رنگنے) سے پاک ہوجاتا ہے مگر حدیث میں استعمال منع آیا ہے۔ ایسی شئے کی بیشک بیع بھی منع ہے کیونکہ بیع استعمال ہی کی خاطر ہوتی ہے۔ جب اس کا استعمال ہی جائز نہیں نہ دباغت (رنگنے) سے پہلے نہ بعد، تو پھر بیع کاہے کے لئے جائز ہوگی؟

خیر یہ مسئلہ ذرا تفصیل طلب ہے جس کی یہاں گنجائش نہیں نہ چنداں ضرورت ہے۔ اصل مقصد ہمارا یہاں اس چمڑے سے ہے جس کا استعمال کسی طریق سے درست ہے، سو اس کی بیع ہر وقت درست ہے۔ خواہ کچا ہو یا رنگا ہوا اور خواہ پاک ہو یا پلید اور خواہ تر ہو یا خشک۔ اور امام زہری تابعیؒ نے تو اس پر زیادہ مبالغہ کرتے ہوئے بغیر رنگنے کے استعمال جائز کر دیا ہے اور امام ابن تیمیہؒ نے اپنے فتاویٰ میں حدیثوں میں جو دباغت کا لفظ آیا ہے اس پر بحث کی ہے۔ کہا ہے کہ اس لفظ کے ثبوت میں شبہ ہے تو گویا مُردار کے چمڑے میں استعمال کے لئے دباغت کی بھی شرط نہ رہی۔ لیکن دباغت سے پہلے استعمال میں چونکہ اختلاف ہے امام زہری تابعیؒ ایک طرف ہیں اور دوسرے علماء ایک طرف، اس لئے اختلاف سے نکل جائے اور بغیر دباغت کے عام طور پر استعمال نہ کرے ہاں لین دین، ہبہ، وراثت، بیع شراء اس قسم کے احکام اس میں بے کھٹکے جاری ہوں گے اس سے نہ امام زہریؒ روکتے ہیں اور نہ دیگر سلفؒ نے روکا ہے پس سوال میں جس صورت کا ذکر ہے بلاشبہ درست ہے۔ عبداللہ امرتسری روپڑی ۱۷ رمضان ۱۳۵۸ھ ۲۵ اکتوبر ۱۹۳۹ء

مرے ہوئے ماکول اللحم جانور کی چربی

سوال: مرے ہوئے ماکول اللحم جانور کی چربی استعمال کرنی جائز ہے؟ (حافظ عبدالقادر روپڑی)

جواب: حدیث میں ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تُصُدِّقَ عَلٰى مَوْلَاةٍ لِمَيْمُوْنَةَ بِشَاةٍ فَمَاتَتْ فَمَرَّ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَّا أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا فَدَبَغْتُمُوْهُ فَانْتَفَعْتُمْ بِهٖ فَقَالُوْا إِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا۔ متفق علیہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میمونہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی کو کسی نے ایک بکری صدقے میں دی، وہ مر گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مرا پڑا ہوا دیکھا تو فرمایا۔ تم نے اس کی کھال کیوں نہ لی؟ دباغت کر کے کام میں لاتے۔ لوگوں نے کہا، یارسول اللہ

وہ مردار تھی" آپ نے فرمایا: مردار کا کھانا حرام ہے۔"

اس حدیث میں صاف تصریح ہے کہ مُردار کا کھانا حرام ہے اس سے انتفاع حرام نہیں۔ انما کلمہ حصر ہے جس کے یہاں معنی ہیں کہ مردار کا صرف کھانا ہی حرام ہے اس سے دوسرا ہر قسم کا انتفاع درست ہے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اعطیت جوامع الکلم۔ یعنی خدا نے مجھے جامع کلمات دیئے ہیں۔

اس بنا پر آپ نے ایک لفظ میں کھانے کی حُرمت بھی بیان کر دی۔ اور دیگر صورتوں میں استعمال کی اجازت بھی دیدی، الگ لفظ بولنے کی ضرورت نہ رہی۔

رہی یہ بات کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے چمڑے کی بابت فرمایا ہے کہ تم نے اس کا چمڑا کیوں نہ اُتار لیا۔ اور چربی وغیرہ کی بابت کچھ نہیں فرمایا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اصُول کا مسئلہ ہے کہ:

الاعیان لا یحتج بھا علی العموم (ذیل الاوطار جلد ۳ باب انتفاع بالجبہ باربعین ص۲۷۵)

یعنی خاص واقعہ سے عام استدلال صحیح نہیں، کیونکہ خاص واقعہ میں کئی طرح کے احتمال ہوتے ہیں اور جہاں احتمال ہو وہاں استدلال صحیح نہیں ہوتا، اسی لئے مشہور ہے۔

اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال

اور یہاں اسی طرح ہے کیونکہ چربی تو موٹے تازے حیوان پر ہوتی ہے، خدا جانے وہ بکری بیچاری کس حالت میں مری ہوگی۔ اس لئے احتمال ہے کہ چربی کے نہ ہونے کی وجہ سے آپ نے چربی کا ذکر نہ کیا ہو یا چربی ہو لیکن چمڑہ چونکہ بڑے فائدے کی شئے ہے اس لئے اسی پر اکتفا کی، خاص کر معمولی چربی کے لئے مُردار کی اتنی چیر پھاڑ کون کرتا ہے، جو بڑے چمار بھی نہیں کرتے مسلمان کیا کرے گا؟ ہاں چمڑا بڑے فائدہ کی شئے ہے اس لئے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کی طرف توجہ دلائی اور بکری کے مُردار ہونے کے شبہ پر ایسا الفاظ بول دیا جس سے اس بات کی اجازت نکل آئی کہ اگر ماکول اللحم مُردار کی کسی دوسرے شئے کی بھی کسی وقت ضرورت ہو تو کھانے کے علاوہ کسی اور صورت سے فائدہ اٹھالیا جائے۔

اور بہت سے علماء اس طرف گئے ہیں کہ مُردار کے بال، ہڈی، ناخن، کھُر، یہ سب کچھ پاک ہے، امام ابو حنیفہ رح کا یہی مذہب ہے اور ایک قول امام مالک رح اور امام احمد کا بھی یہی ہے اور امام ابن تیمیہ نے اپنے

فتاویٰ جلد اوّل صـ۳۹ میں فرمایا ہے:

وھو الصواب۔ (یعنی یہی قول حق ہے)

پھر جہاں اور دلائل دیئے ہیں، ایک دلیل انما حرم اکلھا بھی دی ہے۔ بلکہ امام محمدؒ نے نقل کیا ہے کہ اس حدیث میں دباغت کا ذکر سفیان بن عیینہؒ (جو زہریؒ تابعی کے شاگرد ہیں) کی غلطی ہے کیونکہ زہریؒ وغیرہ اس حدیث کی وجہ سے چمڑے سے انتفاع قبل از دباغت بھی جائز قرار دیتے تھے۔ گویا نجاست کی حالت میں چمڑے کو خواہ پہنو، خواہ نیچے بچھاؤ، یا کسی اور طرح سے فائدہ اٹھاؤ، یہ سب کچھ ان کے نزدیک درست ہے اور دلیل یہی انما حرم اکلھا ہے۔

رہی یہ بات کہ چمڑے کے علاوہ مردار کی دیگر اشیاء چربی کی بیع جائز ہے یا نہیں؟ — سو حدیث میں ہے:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيْرِ وَالْاَصْنَامِ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ شُحُوْمَ الْمَيْتَةِ اَنَّهٗ تُطْلٰى بِهَا السُّفُنُ وَتُدْهَنُ بِهَا الْجُلُوْدُ وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ فَقَالَ لَا هُوَ حَرَامٌ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَّا حَرَّمَ عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهَا اَجْمَلُوْهُ ثُمَّ بَاعُوْهُ فَاَكَلُوْا ثَمَنَهٗ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(بلوغ المرام، کتاب البیوع)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کے سال فرماتے سُنا اور آپؐ مکّہ میں تھے کہ اللہ اور اس کے رسول نے شراب اور مُردار اور خنزیر اور بتوں کے فروخت کرنے کو حرام کیا ہے، عرض کیا گیا اے رسول خدا مُردار کی چربی کے متعلق کیونکہ اس سے کشتیاں اور چمڑے چکنے کیے جاتے ہیں، اور لوگ اس کو چراغ میں جلاتے ہیں، آپؐ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ حرام ہے۔ پھر اسی وقت رسول خدا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہود کو قتل کرے اللہ تعالیٰ نے باوجودیکہ اس کو حرام کیا لیکن انہوں نے اس کو پگھلا کر فروخت کرنا اور قیمت کھانی اختیار کی۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مُردار کی چربی اور دیگر اشیاء کی بیع حرام ہے نہ کہ انتفاع — یعنی چمڑے

چمڑے کے سوا مردار کی کوئی شے بیچ کر پیسے برتنے درست نہیں ویسے فائدہ اٹھانا درست ہے۔ حرمتِ بیع سے حرمت انتفاع ثابت نہیں ہوتی مثلاً قربانی عقیقہ وغیرہ کا گوشت کھا سکتے ہیں اور اس کی دیگر اشیاء برت سکتے ہیں لیکن فروخت وخرید منع ہے مگر ان سے فائدہ اٹھانا درست ہے۔

پس ماکول اللحم جانور مر جائے تو اس کی چربی کی بیع منع ہے صابن وغیرہ میں استعمال درست ہے۔

حافظ عبداللہ امرتسری روپڑی ۲۰ نومبر ۱۹۶۴ء

کیا حضورؐ کا پیشاب پاک ہے؟

سوال:۔ کیا نبی کریمؐ کا پیشاب اور خون پاک تھا۔ اگر نہیں تو مولوی رحیم بخش نے اسلام کی دسویں کتاب میں یہ کس دلیل اور کس کتاب سے لکھا ہے کہ

ایک برکت نام عورت نے آپؐ کا پیشاب پی لیا آپؐ نے فرمایا تو کبھی پیٹ کی بیماری سے بیمار نہ ہو گی۔ (صـ۵ سطر ۱۲)

جواب:۔ اس عورت کے متعلق اختلاف ہے بعض کہتے ہیں، یہ وہی ام ایمن اسامہ بن زید بن حارثہ کی والدہ ہے کیونکہ اس کا نام بھی برکت ہے اور بعض کہتے ہیں، یہ اور عورت ہے۔ مولوی رحیم بخش صاحب نے جو روایت بیان کی ہے وہ حافظ ابن حجرؒ نے اصابہ میں ذکر کی ہے۔ اس کے اصل الفاظ یہ ہیں۔

عَنْ اُمِّ اَیْمَنَ قَالَتْ کَانَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَخَّارَۃٌ یَبُوْلُ فِیْھَا بِاللَّیْلِ فَکُنْتُ اِذَا اَصْبَحْتُ صَبَبْتُھَا فَقُمْتُ لَیْلَۃً وَاَنَا عَطْشَانَۃٌ نَغَلَطْتُ فَشَرِبْتُھَا فَذَکَرْتُ ذَالِکَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّکِ لَا تَشْتَکِیْ بَطْنَکِ بَعْدَ یَوْمِکِ ھٰذَا اصابۃ فی تمییز الصحابۃ جلد ۴ صـ۴۳۳

یعنی ام ایمنؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک مٹی کا پیالہ تھا جس میں رات کو (عذر کی بناء پر) پیشاب کیا کرتے تھے۔ ایک رات میں پیاسی سو گئی پس غلطی سے وہ پیشاب پی لیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میں نے اس کا ذکر کیا۔ فرمایا، اس دن کے بعد تجھے کبھی پیٹ درد نہیں ہو گا۔

اس روایت سے آپ کے پیشاب کا پاک ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ غلطی سے پیا گیا ہے رہا آپؐ

کا یہ فرمانا کہ تیرے پیٹ میں درد نہیں ہوگا، یہ علاج ہے بعض نجس چیز بھی علاج بن جاتی ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ چونکہ یہ غلطی اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی وجہ سے ہوئی تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کا معاوضہ یہ دیا کہ اس نجس چیز کو اس کے لئے شفاء بنا دیا۔ بہر صورت اس غلط فعل کو طہارت کی دلیل بنانا غلط ہے۔

عبداللہ امرتسری روپڑ ۱۵ صفر ۱۳۶۰ھ مطابق ۱۴ مارچ ۱۹۴۱ء

گندگی کھانے والا جانور

سوال: مشکوٰۃ میں حدیث ہے کہ پاخانہ کھانے والا چارپایہ حلال نہیں، اور نہ ہی اس کی سواری جائز ہے عموماً مٹی وغیرہ میں اکثر گائے بھینس گندگی کھاتی دیکھی ہیں۔ کیا ان کی قربانی بھی درست ہے اور مرغے ہمیشہ گندگی کرید کر کھاتے ہیں۔ اور ان کے انڈے ہر شخص کھاتا ہے۔ اس مسئلہ کا حل قرآن و حدیث سے فرمائیں؟

شیخ علی حسن نمبردار گوپال پور ریاست پٹیالہ ۲۸ ۱/۳ ء

جواب: مشکوٰۃ میں گندگی کھانے والے جانور کی ممانعت ہے۔ لیکن وہاں جلالہ کا لفظ ہے اور جلالہ زیادہ گندگی کھانے والے جانور کو کہتے ہیں۔ یعنی جس کی اکثر خوراک گندگی ہو یہاں تک کہ اس کے دودھ اور اس کے پسینہ سے گندگی کی بُو آئے ایسا جانور بے شک حرام ہے۔ رہی مرغی تو یہ جلالہ میں داخل ہی نہیں۔ کیونکہ اس میں خدا نے ایسی حرارت رکھی ہے۔ کہ اس سے اس کی اصلاح ہوتی رہتی ہے۔ اس لئے یہ خواہ کتنی گندگی کھا جائے اس سے بدبو نہیں آتی اور اس کا گوشت بدستور لذیذ رہتا ہے۔

عبداللہ امرتسری از روپڑ ضلع انبالہ مورخہ ۵ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ

استنجاء کا بیان

طریقہ

سوال: قضاء حاجت کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: بیٹھنے کے وقت زمین سے قریب ہو کر کپڑا اٹھانا چاہیے۔ قبلہ کی طرف منہ اور پیٹھ کرنے سے پرہیز رکھے ہاں اگر آگے پیچھے پردہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔ عبداللہ روپڑی ۲۵ محرم ۱۳۰۹ھ